# مفتی فیض الوحیدؒ بحیثیت اردو سیرت نگار

ڈاکٹر راکیش کمار

**تلخیص:** سیرت نگاری کا معاملہ دقیق ہونے کے ساتھ ساتھ نازک بھی ہے۔ اول تو اُس شخصیت کی سیرت کو لکھنا جسے تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، اپنے آپ میں بہت نازک ہے۔ دوئم یہ کہ کسی بھی کوتاہی کی کوئی گنجائش نہیں موجود نہیں ہوتی ہے۔لیکن اس کے باوجود بھی اردو میں سیرت نگاری کی روایت مضبوط ہے۔ اردو میں کئی بہترین سیرت کی کتابیں لکھی گئی ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اس ضمن میں مفتی فیض الوحید صاحب کی ''سراج منیرا'' بھی اہمیت کی حامل ہے۔ مصنف نے نہایت ہی عرق ریزی اور محنت شاقہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ اُنھوں نے حضورﷺ کی سیرت طیبہ کے ہر پہلو پر اپنی استعداد کے مطابق تفصیل سے بات کی ہے۔

**کلیدی الفاظ:** سیرت نگاری، فیض الوحید، سراج منیرا، سیرت طیبہ، تفاسیر، احادیث

خالق کائنات نے ابتدائے زمانہ سے لے آج تک اشرف الخلوق کے لیے کر ہر زمانے کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے جس طرح ہدایات کے صحیفے اتارے اسی طرح ہر زمانے میں اپنے پیغامات کی بہتر تشہیر کے لئے انبیاء کرام کو بھیجا۔ جو مثالی اخلاق و کردار کا مجموعہ تھے۔ تاریخ عالم میں آج سے چودہ سو سال قبل وہ زمانہ بھی آیا کہ جب خالق کائنات نے انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنا کلام پاک قرآن کی صورت میں نازل فرمایا اور اس کی فہم، تشریح و تعبیر اور دنیا میں نفاذ کے لئے اپنے آخری پیغمبر خاتم النبیین و رحمت

اللعالمین، جو رہتی دنیا تک جاری و ساری رہے گی اس حوالے سے بہتر طریقے سے سمجھنے کے لیے نبی کریمﷺ کی حیات مبارکہ کو سمجھنا ضروری ہے۔ آپﷺ نے خالق کائنات کے کلام کو عملی جامہ پہنایا اور دنیا میں اس کی تطبیق و تنفیذ فرمائی۔ اللہ رب العزت کے کلام کو حقیقی طور پر سمجھنے اور اس سے استعفادہ کرنے کے لئے ہمارے لئے بے حد ضروری ہے کہ ہم رسول اکرمﷺ کی مبارک زندگی کے متعلق بھی آگہی حاصل کریں۔

سیرت نگاری دنیا علم و ادب میں ایک سدابہار موضوع کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس پر ہزاروں کی تعداد میں دنیا کی الگ الگ زبانوں میں خامہ فرسائی کی گئی ہے اور جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے تو اس زبان میں بھی بہت ساری کتابیں سیرت مبارکہ کے حوالے سے لکھی گئی ہیں۔ ان کتابوں میں ایک کتاب ''سراجً منیرا'' ہے جسے مفتی الوحید صاحب نے ترتیب دیا۔ فیض الوحیدؒ اس موضوع پر لکھنے والے نہ پہلے ہیں اور نہ آخری بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اس سے بہترین موضوع اور کیا ہوگا کہ کسی شخص کو کائنات کے عظیم ترین انسان کی حیات مبارکہ پر لکھنے کی سعادت حاصل ہو جائے۔ جن کے دنیا میں تشریف لانے سے قبل ہر زمانے میں کائنات میں موجود ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے ان کی آمد کو خوشخبری کا باعث بتایا ہو۔ تاریخ اور سوانح کے میدان میں حضرت محمدﷺ کی مبارک ذات کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت ایسی دیکھائی نہیں دیتی کہ جس کی حیات مبارکہ کے ایک ایک پہلو پر کئی کئی تحریریں مع جزئیات کے ایک تحقیقی انداز اور جامع اسلوب میں لکھی گئی ہوں۔ اس موضوع پر مختلف زبانوں میں صرف مسلمانوں نے ہی نہیں لکھا، بلکہ غیر مسلموں نے بھی منفی و مثبت بہت کچھ لکھا ہے۔ بالخصوص اردو زبان میں سیرت نگاری کی ایک باقاعدہ روایت رہی ہے لیکن اس کا ذکر اردو ادب کے مورخین نے ویسا نہیں کیا جیسا اس کا حق تھا۔ اس میں شک نہیں کہ سیرت نگاری بھی عین خدمت انسانیت اور ساتھ میں خدمت زبان و ادب بھی ہے۔ ادب کا موضوع انسان ہے اور حضرت محمدﷺ انسان کامل اور محسن انسانیت ہی نہیں بلکہ محسن کائنات ہیں۔ سیرت نگاری سے وہ تمام مقاصد پورے ہوتے ہیں جو در اصل ادب کے مقاصد ہیں۔ اخلاقی قدروں کی پاسداری اور حق و انصاف کی علمبرداری سیرت میں ہی ملتی ہے۔ اس لئے اردو زبان میں سیرت پاک کے ایک ایک گوشے پر بڑے بڑے اہم علم

اور جید علماء اکرام نے اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ عربی کے بعد کسی زبان میں یقیناً اتنا نہیں لکھا گیا ہوگا۔ اگر چہ سیرت پاک پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ کسی گوشے یا کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے لیکن پھر بھی کسی لکھنے والے نے یہ نہیں کہا کہ میں نے حق ادا کر دیا ہے۔ اس بنا پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ سیرت پاک کا موضوع ایک ایسا بحر بیکراں ہے کہ جس کی کوئی سمت نہیں ہے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں آپ ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل چالیس سال مکہ مکرمہ میں گزارے۔ ان چالیس سال کی زندگی میں آپ کی ذات کے متعلق اہل مکہ کے اعتماد کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ یوں ہی آپ ﷺ ان کے روایتی عقائد کے خلاف دین حق کی دعوت کا کام شروع کیا تو اہل مکہ کی جانب سے شدید ردعمل شروع ہوا اور سب مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ ان تک یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ یہ نبی آخر الزماں کے مبعوث ہونے کا زمانہ ہے مگر باوجود اس کے ضد و عناد میں انہوں نے ہر طرح کی کذب بیانی اور اتہامات کو روا رکھا۔ یہ سلسلہ انہیں تک نہیں رہا بلکہ بعد کے آنے والوں نے بھی اس روایت کی برابر پیروی کی ہے۔ غالباً آٹھویں صدی عیسوی میں اس کو باقاعدہ تحریک کی شکل دی گئی جب جان آف دمشق نے سیرت محمد ﷺ میں افسانوی رنگ آمیزیاں کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس کے بعد مغرب میں ایک اور طبقہ وجود میں آیا جس نے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو تحقیق و تنقید کا نشانا بنایا جنہیں بعد میں مستشرقین کا نام دیا گیا۔ انہیں مقاصد کے تحت مستشرقین کا ایک بڑا طبقہ آج بھی محض اسلوب کی تبدیلی کے ساتھ اسی کام میں مصروف عمل ہے۔ اگر چہ مستشرقین کی سیرت نگاری اور کذب بیانی کا جواب وقتاً فوقتاً مسلمان اہل علم و جید علماء کی جانب سے سامنے آتا رہا ہے لیکن پھر بھی ان کی کذب بیانی کے سبب حد کو پہنچے ہوئے شکوک و شبہات اور ابہام پیدا کرنے والا مواد آج بھی اپنے منفی اثرات سے خالی نہیں ہے۔ بعض اوقات ناواقف قاری انہیں مستشرقین کی تصنیفات سے متاثر ہو کر دین اسلام سے انحراف پر آمادہ ہو جاتے ہیں بلکہ اکثر منکر اسلام بھی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ایسی کتب سیرت کی آج کے دور میں بے حد ضرورت ہے جو نہایت سادہ و سلیس زبان میں مسلمان نوجوانوں کو مستشرقین کے مقاصد سے آگاہ کریں نیز ان کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات کا کسی طور ازالہ کریں۔ مفتی

فیض الوحیدؒ نے سیرت پر مبنی اپنی کتاب ''سراجاً منیرا'' کے ذریعے ہم جیسے کم علم لوگوں کے ذہنوں میں اٹھنے والے کئی شکوک وشبہات اور اتہامات کو رفع کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔اس کتاب میں انہوں نے آپ ﷺ کی دعوتی افکار کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ہم کتاب کے انتساب سے مصنف کے اخلاص کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔لکھتے ہیں:

> ''میں اس محنت کا انتساب ان تمام سعادت مند خوش بخت انسانوں کے نام کرتا ہوں جو اپنی زندگی کو آخرت بنانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں،اور آخرت کی کامیابی کو صرف اور صرف محمد ﷺ کی اتباع میں منحصر مانتے ہیں؛ نیز آقائے مدنی ﷺ سے پھوٹ پھوٹ کر محبت کرنے اور ان کی ایک ادا کو اپنی حیات مستعار میں زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں''(۱)

اس سے قبل کہ ان کی سیرت نگاری کے حوالے سے کچھ کہا جائے، میں ان کے حالات زندگی کے کچھ حوالے بھی پیش کرتا چلوں۔مفتی فیض الوحیدؒ کا شمار ریاست جموں و کشمیر کے صف اول کے مفتی، عالم دین اور مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ان کی پیدائش راجوری کی تحصیل تھنہ منڈی کے ایک گاؤں دوداسن بالا میں ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔وہ گوجر قبیلے کے کسانہ گوت سے تعلق رکھتے تھے۔ان کے آباواجداد پاکستان کے علاقہ گوجرانوالہ سے ہجرت کر کے دوداسن بالہ راجوری میں آباد ہوئے ہیں۔خاندانی روایت کے مطابق ان کا خاندان آج سے ۱۴سو سال سے پہلے اسلام میں داخل ہوا تھا۔اب تک اس خاندان کی ۲۳ پشتیں گزر چکی ہیں اور ان کا تعلق چوبیسویں پشت میں سے ہے۔وہ مذہبی و علمی مجلسوں میں بطور بے باک مقرر اور داعی اسلام کی حیثیت سے مشہور و مکرم تھے۔ان کی ابتدائی تعلیم ہائی اسکول دوداسن بالہ میں ہوئی لیکن بعد میں تعلیمی رجحان دینیات کی طرف بڑھ گیا جس کے چلتے ۱۹۸۲ء میں مدرسہ تعلیم القران مظفر نگر سے حفظ وقرات مکمل کیا۔ ۱۹۸۳ء میں مدرسہ خادم الاسلام غازی پور یوپی میں شعبہ عالمیت میں داخلہ لیا لیکن کچھ عرصہ یہاں فیض یاب ہونے کے بعد یہاں سے دارلعلوم دیوبند چلے گئے اور وہیں سے

۱۹۹۰ء میں عالمیت کی سند حاصل کی۔علمیت مکمل کرنے کے بعد انہوں نے ۱۹۹۰ سے ۱۹۹۲ء میں آگرہ یورنیورسٹی سے ایم۔اے اردو کی ڈگری بھی حاصل کی۔تعلیم سے فارغ ہونے کے کچھ عرصہ بعد ۵/اکتوبر ۱۹۹۶ء میں صوبہ جموں کے علاقہ بٹھنڈی میں آپ نے ایک ادارہ مرکز المعارف کی بنیاد رکھی اور پھر چوبیس سال مسلسل دینی درس وتدریس میں گزارتے ہوئے ۱/جون ۲۰۲۱ء مطابق ۲۳ شوال المکرّم ۱۴۴۲ھ بروز منگل علم وعمل کی یہ شمع اس دارفانی کی خیر آباد کہہ گئی۔آپ کا شمار دارلعلوم دیوبند کے قابل ترین فضلا میں ہوتا ہے۔ جہاں آپ کی سیرت محمد ﷺ کے موضوع پر کتاب ''سراجاً منیرا'' خصوصی اہمیت کی حامل ہے وہیں آپ کے کئی دوسرے اہم کارنامے بھی ہیں جنہیں کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔انہوں نے پس دیوار زندان میں رہتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم کا گوجری زبان میں ترجمہ کر کے اس کی مکمل تفسیر ''فیض المنان'' کے نام سے پہلی مرتبہ ۲۰۰۸ء میں شائع کی تھی۔وہ پہلے اسکالر ہیں جنہوں نے گوجری زبان میں مقدس قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے اور اس ترجمے کو یہ سعادت حاصل ہے کہ یہ گوجری زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ ہے۔البتہ ان کے بعد ڈاکٹر انجم، مفتی نذیر احمد قادری اور میاں محمد شاہ جہان وغیرہ نے بھی ترجمہ کیا مگر وہ اس مقام کو نہ پہنچ سکے۔انہوں نے قرآن کریم کے کئی پارے پہاڑی زبان میں بھی ترجمہ کئے ہیں۔اس کے علاوہ ''نماز کے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں''،''پاکی کے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں'' اور ''مریض ومیت اور وراثت کے احکام'' کے عنوان پر ان کی تین اور بہترین کتابیں ان کی یادگار ہیں۔

مفتی فیض الوحیدؒ کی سیرت کے موضوع پر کتاب ''سراجاً منیرا'' کا نام بھی دلچسپ ہے۔دراصل یہ قرآن قریم کی سورہ احزاب کی آیت ۴۶ کا ایک حصہ ہے۔آیت ۴۵۔۴۶ میں ہے (ترجمہ مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم):

''اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے، خوش خبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہو۔اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے، اور روشنی پھیلانے

والے چراغ ہو‘‘(۲)

مذکورہ بالا دو آیات میں محمد ﷺ کے پانچ اوصاف مبارک کا ذکر ہے جن میں سے ایک سراجاً منیرا یعنی روشن چراغ ہے۔اسی مناسبت سے موصوف نے کتاب کا نام’’سراجاً منیرا‘‘ رکھا ہے۔زیر مطالعہ کتاب’’سراجاً منیرا‘‘ کو موصوف نے پہلے گوجری زبان میں ترتیب دیا لیکن جب گوجری نہ سمجھنے والوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اسے کسی دوسری زبان میں بھی مرتب کریں تو اسی تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے اس کتاب کو گوجری سے اردو ترجمہ کر کے ۲۰۲۰ء میں اسے پہلی مرتبہ شائع کیا۔اس طرح یہ کتاب دو زبانوں میں ایک ساتھ شائع کی گئی۔اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہی اسے اس قدر پذیرائی حاصل ہوئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے صرف چار مہینوں میں اسے مزید دوبارہ شائع کرنے کی ضرورت درپیش ہوئی۔۲۰۲۱ء میں اس کی اشاعت چہارم بھی عمل میں لائی گئی۔اس سے ہم کتاب کی اہمیت وافادیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔بعض حضرات نے اس کتاب پر ریاست کے مختلف مقامات پر مسابقے اور انعامی مقابلے بھی کروائے جس سے اس پر غور وفکر کے ساتھ ساتھ پڑھنے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا اور احباب کے تقاضوں کی بنا پر راقم الحروف نے اسی کتاب کو ۴۴ قسطوں میں تقسیم کر کے اس کا صوتی ایڈیشن یعنی آڈیو تیار کیا جسے اب تک لاکھوں لوگ سن چکے ہیں اور سن رہے ہیں۔آج یہ کتاب چار زبانوں (اردو، گوجری، ہندی اور انگریزی) میں دستیاب ہے۔

مجھے جب جامعہ کشمیر میں ایم۔اے درجہ سوم کے طلبہ کو مولانا نعیم صدیقی کی سیرت پر مبنی کتاب’’محسن انسانیت‘‘ پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی تو اس موضوع کی تدریس کے لئے مجھے سیرت کی کتابوں جیسے سیرت ابن ہشام کا اردو ترجمہ (دو جلدیں)، مولانا مودودیؒ کی’’سیرت سرور عالم‘‘، مولانا شبلیؒ کی’’سیرت النبی‘‘ ڈاکٹر حمید اللہ کی’’پیغمبر اسلام‘‘ جو فرانسیسی زبان سے اردو میں ترجمہ ہے، مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کی’’الرحیق المختوم‘‘ اور یہ کتاب’’سراجاً منیرا‘‘ کا مطالعہ کرنے کا بھی موقع ملا جس سے میرے دل میں بھی یہ شوق پیدا ہوا کہ ایسی عظیم ہستی پر لکھنے والوں کی فہرست میں اپنا نام بھی درج کروالوں۔لیکن چونکہ اس موضوع سے میں سرے سے نا آشنا تھا اس لئے ان کتب سیرت کا مطالعہ میرے

لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ جہاں تک میرا ماننا ہے، ہر کتب سیرت کا اپنا الگ اسلوب اور زاویہ ہے۔ سیرت ''سراجاً منیرا'' موجودنسل کے نوجوان طبقے کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے جو وقت کی ضرورت تھی۔ یہ کتاب خالص اردو میں لکھی گئی ہے؛ چونکہ مصنف کا تعلق ریاست جموں وکشمیر سے ہے اس لئے آسان زبان میں مدعا بیان کرنے کے لئے کہیں کہیں مقامی زبانوں کے الفاظ کے ساتھ ہندی زبان کی جھلک بھی ملتی ہے۔ان کا اسلوب اس قدر سلیس ،انداز بیان نہایت فصاحت آمیز اور دل میں اتر جانے والا کہ سخت دل بھی اس متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ یہ بھی مصنف کا کمال ہے کہ بعض مقامات پر ضرورت کے مطابق عربی اشعار کے استعمال کے ساتھ ان کا آسان اردو ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور بڑی اہم خوبی یہ کہ ہر موقعے پر کئی سبق آموز نصیحتوں کے ساتھ کچھ اشارے بھی ملتے ہیں جن سے موجودہ دور میں سیرت ﷺ کے رہنمائی حاصل کی جا سکے۔موصوف کا مقصد تالیف نہ تشہیر ہے نہ تکبر اور نہ دعویٰ ہمدانی بلکہ کتاب کے اظہار تشکر میں شامل ان الفاظ سے مقصد تالیف کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم سے اس حقیر سی کوشش کو قبول فرما کر ہم سب کے قاتبین وقارین کو سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اس کو سب کے لئے اس دن کام آنے والا بنائے جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی۔آمین یارب العٰلمین''(۳)

مفتی فیض الوحیدؒ کی کتاب ''سراجاً منیرا'' سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی ایک کوشش کہا جا سکتا ہے۔ پانچ سو ساٹھ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو موصوف نے تین سو سات مختلف ابواب میں تقسیم کرکے سیرت کے ہر مقام کو قرآن کریم میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔سیرت پاک اگر قرآن کریم کی عملی شکل ہے تو قرآن کریم اس کا بیان ہے۔حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کے لئے ابتدائی بنیادی ماخذ قرآن مجید ہے۔قرآن کریم میں مختلف مقامات پر حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے واقعات وتعلیمات کا اجمالی و تفصیلی طور پر بیان ملتا ہے اور سیرت محمد ﷺ کو بطور مشعل راہ اپنانے کے احکامات بھی قرآن مجید میں

موجود ہیں۔ مفتی فیض الوحیدؒ نے سیرت کے اسی اسلوب کو اپنایا ہے جس میں سیرت کو بیان کرنے کے لئے سب سے زیادہ قرآن کریم کی مدد لی جاتی ہے۔ کتاب کی ابتداء تاریکیوں میں نور کی کرن، شہر مکہ کی عظمت، اس کی عظمت و امارات، آپ ﷺ کی اسماء گرامی اور اوصاف عالیہ کو قرآن کی آیات کی روشنی سے بیان کیا گیا ہے۔ مکی زندگی میں دعوت کے خلاف کفار کا ردعمل اور ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کا بیان بھی موجود ہے۔ البتہ مکمل ''سراجاً منیرا'' کا مطالعہ انسان کے اندر ایک نیا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اس میں مکی زندگی کے ساتھ ساتھ مدنی دور میں آپ ﷺ کے غزوات اور مہمات ، یہود و نصاریٰ کے ساتھ مختلف معاملات کو قرآن کریم کی روشنی میں بہتر طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اسی سبب موصوف نے کتاب کے آغاز میں ہی فرمایا ہے کہ ''رب کے پیارے کی کہانی قرآن کی زبانی'' (۴)

سیرت چونکہ تاریخ عالم کے کی سب سے مقدس اور معظم ہستی کے حالات و واقعات کی تفسیر ہے۔ اس پر جتنا لکھا جائے اتنا کم ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو سیرت لکھنے کا اردہ کرتا ہے، وہ لکھنے سے قبل ایک زوایہ اپنے سامنے رکھتا ہے اور اس کی ساری تحریر اسی کے گرد گھومتی ہے۔ جہاں تک مفتی فیض الوحیدؒ کا تعلق ہے ان کی کتاب کی یہ بھی اہم خوبی ہے کہ انہوں نے ہر واقعہ کے بیان کا حوالہ کہیں قرآن کریم، کہیں احادیث مبارکہ کی مستند روایات اور کہیں بنیادی کتب سیرت سے دیا ہے جس سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ کسی واقع کے بیان میں غلو یا مبالغے سے کام نہیں لیا گیا ہے۔ موصوف کی واقعہ نگاری کا یہ بھی کمال ہے کہ مطالعہ کرتے ہوئے ہر پڑھنے والا یہی محسوس کرتا ہے کہ ہر واقعہ جیسے اسی کی خاطر معرض وجود میں آیا ہو نیز وہ ہر موقع پر اپنے لئے کچھ اسباق، کچھ عبرتیں اور کچھ نصیحتیں اخذ کر لیتا ہے جو اس کی آئندہ زندگی کو بدلنے کا سبب بنتی ہے۔ میں دوران مطالعہ ''سراجاً منیرا'' سے کہیں بہت متاثر ہوا ہوں اور محسوس کیا کہ آپ ﷺ کی مبارک ہستی ایسی صفات کی مجموعہ ہے کہ ان کی حیات پر کوئی اپنے ذہن کے کتنے ہی گھوڑے دوڑا لے اور کتنی ہی بہتر تحریر کیوں نہ لکھ ڈالے مگر اس ہستی پر مزید لکھنے کے امکانات ہمیشہ باقی رہیں گے۔ ان کے آنے سے قبل جو لوگ جہالت کے اندھیروں میں اس حد تک ڈوبے ہوئے تھے کہ چھوٹے سے جھگڑے کو جنگ کی ہوا دے کر کے نسلوں تک کھینچتے تھے مگر آپ ﷺ کی آمد کے بعد اس

قدر انقلاب آیا کہ وہی لوگ آپ ﷺ کی محبت میں اپنی جانیں قربان کرنے والے بن گئے۔انقلابات تو دنیا میں کئی مرتبہ آئے بلکہ کئی اہم ہستیاں آئیں جن کی بدولت کہیں کہیں بڑی حد تک عوام کے ذہن تبدیل ہوئے مگر ان کی تبلیغ میں ایک زمانے کے بعد اثر باقی نہیں رہا لیکن محمد ﷺ کی آمد پر جو ذہنی بدلاؤ آج سے ۱۴۵۰ء سال پہلے آیا تھا اس کا اثر آج بھی باقی ہے۔ان کے لائے ہوئے مشن کی تبلیغ میں ان کے دین کے پیروکار دیانت داری سے عمل پیرا ہیں کہ تحریک دنیا کے خاتمے تک یوں ہی برقرار رہے گی۔دوران مطالعہ سیرت ''سراجاً منیرا'' اس بات کو شدت سے احساس ہوا بہت نااہل ہیں وہ لوگ جو ایسے عظیم انسان کی سیرت کا مطالعہ نہیں کرتے مگر ان پر الزامات و اتہامات کا سلسلہ روا رکھتے ہیں۔ایسے لوگوں کو چاہیے مذہبی تعصّبات سے الگ ہو کر آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں اور دیکھ لیں گے حقیقت میں ایسی ہی شخصیت قابل محبت وعقیدت ہوتی ہے۔تاریخ وسیرت میں ایسے ایسے واقعات وجود ہیں جو بہت متاثر کن ہوتے ہیں مگر ہمارے سیرت نگاروں کے بیانات انہیں پرکشش بنانے سے قاصر رہ جاتے ہیں اور ایسے ان میں پوشیدہ عبرت اور نصیحت آموز پہلو بھی زائل ہو جاتے ہیں۔مفتی فیض الوحیدؒ کی کتاب ''سراجاً منیرا'' میں بیان کردہ ہر واقعہ سو طرح سے اپنے قاری کو متاثر کرتا ہے۔جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ وہ ایک بہترین خطیب ومقرر تھے اس لئے کسی بھی واقعے کو بہتر ڈھنگ سے بیان کرنے کی صلاحیت ان میں موجود تھی۔دوران مطالعہ سیرت ایسے کئی واقعات ہیں کہ جن کے مطالعے نے مجھے ورطہ حیرت میں مبتلا کیا ہے۔مثلاً جو لوگ ایک وقت میں حضور اکرم ﷺ کے خون کے پیاسے تھے لیکن بعد میں وہی لوگ ان کا پسینہ زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے۔ایک وقت ایسا بھی تھا کہ جب شعیب ابی طالب میں مسلسل تین سال تک جن لوگوں نے کھانے اور پینے کی بندش لگائی تھی لیکن بعد میں وہی لوگ آپ ﷺ کے وضو کا پانی لینے کے لئے جھپٹتے تھے۔اس غریب عورت حضرت کبشہؓ کا واقعہ کس قدر دل سوز ہے کہ جس کے پاس کل سرمایہ صرف ایک مشک تھا لیکن جب آپ ﷺ نے اس مشک سے دہان مبارک لگا کر پانی پیا تو اس غریب خاتون نے مشک کے جس حصے پر آپ ﷺ کا دہان مبارک لگا ہوا تھا کاٹ کر تبرک کے لئے اپنے پاس رکھ لیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ اس کے بغیر

گزارا کیسے ہوگا۔ایسے ہزاروں واقعات ہیں جو زندہ دل لوگوں کے لئے نصیحت کا باعث ہیں۔بہرکیف مفتی فیض الوحیدؒ کی سیرت کی یہ کتاب اس لئے بھی بہت اہم ہے کہ اس میں انہوں آپ ﷺ کے دعوت مشن کو ہر پہلو پر روشنی ڈالے کی کوشش کی ہے۔آپ ﷺ عالم دنیا کے تمام لوگوں کے لئے جو فکر اور درد رکھتے تھے اسے بڑے بہتر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔یوں تو سیرت کے ہر پہلو پر بہت لکھا گیا مگر خصوصاً آپ ﷺ کے دعوتی پہلو پر بہت کم لوگوں نے لکھا ہے جو آپ ﷺ کی سب سے بڑی فکروں میں سے ایک ہے۔

سیرت پاک ''سراجاً منیرا'' کے مطالعے کے دوران مجھے اس بات کا بھی شدید احساس ہوا ہے کہ مصنف کو موضوع پر مکمل بصیرت و گرفت حاصل ہے۔دوران مطالعہ یہ احساس بھی ابھرتا ہے کہ صاحب بصیرت کہنہ مشق مصنف کی سی طرز تحریر اور سلیقہ مندی کے مالک تھے۔طویل علمی بحثوں کو نظر انداز کرتے ہوئے سیرت کے اہم واقعات کو تسلسل ،اختصار اور جامعیت کے ساتھ اس طرح جمع کیا ہے کہ ہر ضروری چیز کو شامل کر لیا ہے اور غیر ضروری سے اجتناب کو روا رکھا ہے۔ہر موقعے پر واقعات کے مطالعہ کے دوران یہی محسوس ہوتا ہے کہ قاری از خود نہ صرف ان واقعات کا مشاہدہ کر رہا ہو بلکہ خود اس مجلس کا رخیر میں شریک ہے۔ہر موقعے پر آپ ﷺ کی ذات مبارک اس قدر نمایاں بیان کی گئی ہے کہ کوئی بھی دوران مطالعہ اپنے دل میں حضور ﷺ کی محبت محسوس کر سکتا ہے اور بعض اوقات وہ محبت آنکھوں سے چھلک کر اپنے ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔آپ ﷺ کے بیان میں ہر موقعے پر بڑے عدل و اعتدل سے کام لیا گیا ہے۔کہیں بھی ایسی بحث نہیں ملتی کہ جس میں بشریت کی وجہ سے نبوت یا عبدہ پر زور سے رسول کا کمال نظروں سے اوجھل محسوس ہو بلکہ موقعہ و محل کے مطابق بشریت ،نبوت و رسالت کا پیرایہ بیان مستند دلائل کے ساتھ ہوا ہے۔اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ معراج الدین قاسمی کی کتاب ''مفسر قرآن مفتی فیض الوحیدؒ کی تابناک زندگی کے روشن نقوش'' درج صرف ایک جملے سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

''اپنی بیماری کے حالت میں حضرت رحمتہ اللہ نے اپنے ساتھیوں
سے فرمایا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے طوفانوں سے
میرا سامنا ہوتا ہے،تو میں سراجاً منیرا آگے کر دیتا ہوں اور آگے بڑھ
جاتا ہوں''(۵)

آج کے دور میں انسان جن اعمال کے لئے نئے نئے عذر اور بہانے ایجاد کرتا ہے انہیں اعمال کی بنیاد پر آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے طرح طرح کے مظالم کا سامنا کیا ہے جس کی مثالیں آپ ﷺ کی مکی و مدنی زندگی میں ملتی ہیں۔ دوران مطالعہ جب بدر، احد، خندق اور تبوک کے ساتھ ان غزوات کا بیان میری نظروں سے گزرا جس میں آپ ﷺ خود شریک رہے ہیں تو گویا ایک پل کے لئے یوں محسوس ہوا کہ میں انہیں میدانوں میں کہیں قریب سے یہ تمام مناظر خود اپنی انکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ موضوع میرے لئے نیا بھی تھا اور کہیں کہیں سمجھ سے بالاتر لیکن میں نے اپنی ادنا سمجھ اور ذہانت کی بنا پر اس کتاب سے جو اخذ کیا ہے اس کو اس مضمون کی صورت میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ میرے قلبی جذبات ہیں جو دوران مطالعہ میں نے محسوس کئے ہیں۔ اس لئے میں اس مضمون کے آخر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس نوعیت کی کتابوں کی موجودہ وقت میں سب سے زیادہ ضرورت ہے کیوں کہ آج کا انسان اپنے انسان ہونے کی صفت سے بھی محروم ہے لیکن اگر آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کا مسلسل مطالعہ کرتا رہے گا تو نہ صرف اسے اپنے اشرف المخلوق ہونے کا مکمل احساس ہوگا بلکہ یہ تحریک بھی حاصل ہوگی کہ کن خوبیوں کی بنا پر وہ بھی ایک بہتر انسان بن سکتا ہے

○○○

## حواشی:

۱۔ ''سراجاً منیرا'' (جلد اول)،مفتی فیض لالوحیدؒ،جامعہ مرکز المارف بٹھنڈی ، جموں،۲۰۲۰ء،ص:۴

۲۔ آسان ترجمہ قرآن تشریحات کے ساتھ،مفتی تقی عثمانی،مکتبہ معارفہ القرآن،کراچی،

ص:۱۳۰۰
۳۔ ''سراجاً منیرا'' (جلد اول)،مفتی فیض لالوحیدؒ،جامعہ مرکز المارف بٹھنڈی ، جموں، ۲۰۲۱ء،ص:۲۲
۴۔ ''سراجاً منیرا'' (جلد اول)،مفتی فیض لالوحیدؒ،جامعہ مرکز المارف بٹھنڈی ، جموں،۲۰۲۰ء،ص:۲۱
۵۔مفسر قرآن مفتی فیض الوحیدؒ کی تابناک زندگی کے روشن نقوش،جامعہ مرکز المارف بٹھنڈی، جموں،۲۰۲۱ء،ص:۴۱،

❑❑❑